# نئی دریافت

# مکتوبِ اقبال بنام جناح

صابر کلوروی

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

8

'میرے اور مرحوم کے خیالات میں کاملاً ہم آہنگی پائی جاتی ہے۔ ہندوستان کے دستوری مسائل کے گہرے مطالعے کے بعد بھی انجامِ کار مجھے یہی نتائج اخذ کرنا پڑے اور بالآخر انہی خیالات نے مسلم ہندوستان کے متحدہ عزم کی صورت میں جنم لیا —'

قائدِ اعظم

(دیباچہ ، اقبال کے خطوط جناح کے نام)

www.IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved ©2002-2006 اقبال اردو سائبر لائبریری

مکاتیبِ اقبالؒ کے تمام ذخیرے میں قائدِ اعظم محمد علی جناحؒ کے نام خطوط خصوصی اہمیت حاصل رہی ہے اس لیے کہ ان خطوط میں ایک الگ اسلامی مملکت کے قیام کی آرزو مچلتی نظر آتی ہیں۔ ان خطوط نے قائدِ اعظمؒ کو اپنے مقصد اور منزل کا تعین کرنے میں بڑی مدد دی۔ ویسے تو علامہ اقبالؒ ۱۹۰۹ء ہی سے جداگانہ قومی تشخص پر زور دیتے آرہے تھے۱ لیکن ہندوستان کے مخصوص سیاسی حالات کے پیشِ نظر اس تجویز کو کچھ زیادہ پذیرائی حاصل نہیں ہو سکی تھی ــــــ ۱۹۳۰ء کے خطبۂ الٰہ آباد میں علامہ نے اس نظریے کو پہلی بار مسلم لیگ کے سیاسی پلیٹ فارم سے پیش کیا۔ اُس وقت مسلم لیگ کی پالیسی اس سے مختلف تھی۔ یہی وجہ ہے کہ خطبہ پیش کرتے وقت علامہ کو اس امر کی وضاحت کرنی پڑی کہ یہ ان کی ذاتی رائے ہے۔ لیکن ۱۹۴۰ء میں جب قرار دادِ لاہور میں قائدِ اعظم نے ایک جداگانہ اسلامی ریاست کی تجویز پیش کی تو ان پر یہ بات اچھی طرح واضح تھی کہ اس مقام تک پہنچنے میں علامہ کی مساعی کا خاصا عمل دخل رہا ہے۔ چنانچہ قرار دادِ لاہور منظور ہونے کے بعد قائدِ اعظم نے اپنے پرائیویٹ سیکرٹری مطلوب الحسن سیّد سے کہا:

"اگرچہ اقبالؒ آج ہم میں نہیں ہیں، لیکن وہ زندہ ہوتے تو یہ دیکھ کر کتنے خوش ہوتے کہ ہم نے بعینہٖ وہی کیا جو اُن (اقبالؒ) کی خواہش تھی"۲

قرار داد کی منظوری کے بعد ایک اور موقع پر قائدِ اعظم نے فرمایا:

"کارلائل نے شیکسپیئر کی عظمت کا ذکر کرتے ہوئے ایک انگریز کا ذکر کیا کہ اُسے جب شیکسپیئر اور دولتِ برطانیہ میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کا اختیار دیا گیا تو اُس نے کہا کہ میں شیکسپیئر کو کسی قیمت پر نہ دوں گا۔ گو میرے پاس سلطنت نہیں

نے۔ لیکن اگر سلطنت مل جائے اور اقبال اور سلطنت میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کی نوبت آئے تو میں اقبال کو منتخب کروں گا۔"[۳]

۲ مارچ ۱۹۴۱ء کو یومِ اقبال کی ایک مجلس میں قائدِ اعظم نے اپنے صدارتی خطبے میں فرمایا:

"مجھے اس امر پر فخر ہے کہ ان (اقبال) کی قیادت میں بحیثیت ایک سپاہی کے کام کیا ہے۔ میں نے ان سے زیادہ وفادار رفیق اور اسلام کا شیدائی نہیں دیکھا۔ جس بات کو وہ صحیح خیال کرتے، وہ یقیناً صحیح ہوتی اور وہ اس پر مضبوط چٹان کی طرح قائم رہتے۔"[۴]

۱۹۴۳ء میں قائدِ اعظم نے علامہ کے خطوط کو مدوّن کر کے اپنے دیباچے کے ساتھ شائع کر دیا۔ اس وقت تک صرف تیرہ[۱۳] خطوط دریافت ہوئے تھے۔ عبدالرحمٰن سعید نے ان خطوط کا اردو ترجمہ کیا۔ محمد جہانگیر عالم نے قائدِ اعظم کے نام علامہ اقبال کے دو مزید خطوط ڈھونڈ نکالے۔ یہ خطوط ۸ دسمبر ۱۹۳۶ء اور ۱۳ اگست ۱۹۳۷ء کو لکھے گئے تھے۔ علامہ آخری زمانے میں خط لکھنے اور ان پر دستخط کرنے سے معذور ہو گئے تھے؛ چنانچہ پنجاب مسلم لیگ کے سیکرٹری غلام رسول خان، علامہ کی ہدایت پر جواب تحریر کرتے اور ان خطوط کو جن کی تعداد تین[۳] ہے، علامہ کے مکاتیب میں شمار کیا جاتا ہے؛ چنانچہ اب تک علامہ کے اٹھارہ[۱۸] خطوط دریافت ہو چکے ہیں۔ پیشِ نظر خط قائدِ اعظم کے نام علامہ کا انیسواں[۱۹] خط ہے۔ اس خط کی دریافت کی کہانی بہت دلچسپ ہے۔

۱۰ اگست ۱۹۸۳ء کو محبی پروفیسر محمد جہانگیر عالم نے اپنی تازہ کتاب "اقبال کے خطوط — جناح کے نام" مجھے عنایت کی۔ مجھے یہ دیکھ کر خوشی ہوئی کہ اس میں علامہ کے تمام ۱۸ خطوط کو زمانی ترتیب سے شائع کیا گیا تھا۔ عام طور پر جب دو افراد کے درمیان خط و کتابت ہوتی ہے تو گزشتہ خط کا حوالہ ضرور شامل ہوتا ہے؛ چنانچہ میں نے ان خطوط کا مطالعہ اس نقطۂ نظر سے شروع کیا کہ خطوط میں کہیں خلا تو موجود نہیں ہے، کیا علامہ کے کسی ایسے خط کی نشاندہی کی جا سکتی ہے جو اٹھارہ خطوط کے اس مجموعے میں شامل نہ ہو۔ دو خطوط میں بعض اشاروں نے میری توجہ اپنی جانب مبذول کی: ایک اشارہ علامہ کے ۸ دسمبر ۱۹۳۶ء کے محررہ خط میں موجود تھا۔ اس خط سے واضح اشارہ ملتا ہے کہ غلام رسول نے قائدِ اعظم کو مسلم لیگ کے پارلیمنٹری بورڈ کے ضمن میں ایک تفصیلی خط لکھا تھا۔ خط کے مندرجات سے معلوم ہوتا ہے کہ غلام رسول کا لکھا ہوا یہ خط علامہ کے ایما پر لکھا گیا تھا، کیونکہ علامہ پنجاب مسلم لیگ کے پارلیمانی بورڈ کے صدر تھے۔ اگر یہ خط مل سکتا تو اقبال کی طرف سے قائدِ اعظم کو لکھے گئے غلام رسول کے خطوط کی تعداد چار[۴] ہو جاتی ،

لیکن افسوس ہے اس خط کا تاحال سراغ نہیں مل سکا۔

دوسرا اشارہ بہت اہم تھا، اور یہ علامہ کے ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء کے خط میں موجود ہے۔ علامہ اس خط کی ابتدا میں لکھتے ہیں:

"آپ کے نوازش نامہ کا شکریہ جو مجھے اس اثنا میں ملا۔ مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی کہ مسلم لیگ کے دستور اور پروگرام میں جن تبدیلیوں کے متعلق مَیں نے تحریر کیا تھا، وہ آپ کے پیشِ نظر رہیں گی........"

اٹھارہ خطوط میں ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء سے پہلے ہمیں جو خط ملتا ہے، وہ ۲۲ اپریل ۱۹۳۷ء کو لکھا گیا تھا۔ اس خط میں مسلم لیگ کے دستور اور پروگرام میں تبدیلی کی کوئی تجویز پیش نہیں کی گئی۔ یہ صورتِ حال اس امر پر دلالت کرتی تھی کہ ۲۲ اپریل ۱۹۳۷ء اور ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء کے درمیان علامہ نے ضرور کوئی ایسا خط لکھا تھا جس میں انہوں نے مسلم لیگ کے دستور اور پروگرام میں تبدیلیوں کی تجویز پیش کی تھی۔

مَیں ان دو گم شدہ خطوط کی تلاش میں ۱۹۸۵ء میں کراچی گیا اور نیشنل میوزیم اور قائدِ اعظم اکیڈمی میں تلاش شروع کی لیکن مجھے کامیابی حاصل نہ ہو سکی۔ اس خط کی تلاش میں مجھے 'قومی دستاویزات کے تحفظ کے ادارے' واقع اسلام آباد کے شیخ اکرام صاحب کی وساطت سے قائدِ اعظمؒ کے ذاتی کاغذات تک رسائی حاصل ہوئی۔ ان کاغذات کا بغور جائزہ لینا شروع کیا۔ بالآخر میری سعی بارآور ہوئی اور مجھے قائدِ اعظم کے نام علامہ اقبال کا ۱۰ مئی ۱۹۳۷ء کا لکھا ہُوا مطلوبہ خط دستیاب ہو گیا۔ ادارے کے ایک کارکن ریاض صاحب نے مجھے بتایا کہ یہ خط ان کے علم میں تھا، لیکن ان کے خیال میں یہ علامہ اقبال کا نہیں ہو سکتا کیونکہ اس پر جو دستخط موجود ہیں، وہ علامہ اقبال کے نہیں ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس خط پر جو دستخط کیے گئے ہیں، وہ علامہ اقبال کے نہیں ہیں اور مزید برآں خط کا اندازِ تحریر بھی علامہ کے مخصوص اندازِ تحریر سے قدرے مختلف ہے، لیکن مجھے اس خط کے علامہ اقبال کا خط ہونے پر یقینِ کامل ہے جس کا سب سے بڑا ثبوت یہ ہے کہ اس خط کی موجودگی پیش گوئی مَیں نے اس کی دریافت سے دو سال قبل کر دی تھی۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ یہ قائدِ اعظم کے ذاتی کاغذات سے دستیاب ہُوا ہے، اور میرے علم کی حد تک پنجاب میں 'اقبال' نام کے کسی اور صاحب کی قائدِ اعظم سے خط و کتابت کا کوئی ثبوت نہیں ملتا۔ اس ضمن میں چند اور دلائل بھی پیش کیے جا سکتے ہیں:

۱۔ اس خط کے مندرجات (ل) مسلم لیگ کے دستور میں ترمیم اور اسے عوامی جماعت

بنانے کی خواہش (ب) جمہور مسلمانوں کا مسلم لیگ میں دلچسپی نہ لینے کا شکوہ۔ (ج) اعلیٰ ملازمتوں میں متوسط بالائی طبقے کے افراد کی دھاندلی کا ذکر اس سے اگلے خط محررہ ۱۰ مئی ۱۹۳۷ء میں بھی موجود ہے، اور یہ دونوں خطوط ایک ہی سلسلۂ خیال کی کڑی معلوم ہوتے ہیں۔

۲۔ خط پر علامہ کے دستخط نہ ہونے سے یہ ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ یہ خط علامہ کا نہیں ہے۔ مکاتیب اقبال کے ذخیرے میں متعدد خطوط ایسے بھی ہیں جو علامہ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے نہیں ہیں۔ جب نہیں ہم اقبال کے خطوط تسلیم کرتے ہیں تو اس خط کے ضمن میں ہمارے انکار کا کیا جواز ہو سکتا ہے! ۱۹۳۷ء کے اوائل میں علامہ کی بیماری شدت اختیار کر چکی تھی اور ڈاکٹروں نے انہیں لکھنے پڑھنے سے سختی سے منع کر دیا تھا۔ اس کا ذکر علامہ کے اس دور کے بیشتر خطوط میں موجود ہے:

"مجھے نہایت ہی تاسف سے آپ کو اطلاع دینا پڑتی ہے کہ آپ کے رسالہ کا غذات کا مطالعہ میرے لیے ناممکن ہے۔ میری آنکھوں کی تکلیف بڑھ رہی ہے اور میرے معالجین نے مجھے لکھنے پڑھنے کی قطعاً ممانعت کر دی ہے۔"[۵]

علامہ موصول ہونے والے ہر خط کو پڑھوا کر اس کا جواب ارشاد کر دیا کرتے اور کاتب اپنی طرف سے علامہ کے دستخط کر دیتا تھا یا اپنا نام لکھ دیتا تھا؛ چنانچہ شیخ اعجاز احمد کے نام ۲۳ اپریل ۱۹۳۷ء کے خط کی ابتدا میں علامہ تحریر کرتے ہیں:

(i) "یہ خط میں نے ایک دوست سے لکھوایا ہے کیونکہ ڈاکٹر نے مجھ کو آنکھ کے دوسرے معائنہ تک لکھنے پڑھنے سے منع کر دیا ہے۔"[۶]

(ii) "جناب من ضعفِ بصارت کی وجہ سے ڈاکٹر صاحب کو ڈاکٹروں نے لکھنے پڑھنے سے منع کر دیا ہے اس واسطے وہ اپنے دستخط سے آپ کو خط نہیں لکھ سکتے۔"[۷]

علامہ کی طرف سے جو حضرات اس کام پر مامور تھے، ان میں نذیر نیازی، محمد شفیع (م ش)، منشی طاہر الدین، جاوید اقبال اور غلام رسول کے بارے میں دستاویزی ثبوت مل جاتے ہیں۔ ممکن ہے راجہ حسن اختر، عبداللہ چغتائی اور چودھری محمد حسین بھی اس ضمن میں علامہ کی معاونت کرتے ہوں۔ ۱۲ مئی ۱۹۳۷ء کو قاضی نذیر احمد کو جو خط لکھا گیا تھا، اس پر علامہ کے بجائے محمد شفیع کے دستخط ہیں۔ لکھتے ہیں:

"جناب من! ڈاکٹر صاحب کو آپ کا خط مل گیا ہے۔ وہ خود علیل ہیں، اس واسطے آپ کے سوالات کا مندرجہ ذیل جواب لکھوایا ہے ......"[۸]

نور حسین کے نام خط محررہ ۱۷ مارچ ۱۹۳۷ء کے خط کا یہ ابتدائی فقرہ بھی قابلِ غور ہے:

”میں خرابیِ صحت اور کمزوریِ بصارت کی وجہ سے خود خط نہیں لکھ سکتا۔“[9]

اسی طرح شیخ اعجاز کے نام یکم دسمبر ۱۹۳۷ء کا لکھا ہوا خط بھی علامہ کی تحریر میں نہیں۔ اس خط میں ’فی الفور‘ کو ’فعل فور‘ لکھا ہوا ہے جو اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ لکھنے والا سن کر لکھ رہا ہے۔[10]

مارچ ۱۹۳۷ء اور اپریل ۱۹۳۸ء کے درمیانی تیرہ ۱۳ ماہ کے عرصے میں صرف ایک خط علامہ کے ہاتھ کا تحریر کردہ ہے۔ یہ خط ۲۰ مئی ۱۹۳۷ء کو لکھا گیا تھا۔ شیخ اعجاز احمد کے بقول ’مظلوم اقبال‘ میں شامل علامہ کے ۱۰۴ خطوط میں سب سے پہلا خط جو علامہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا نہیں ہے، وہ ۳ اپریل ۱۹۳۷ء کا ہے۔ تاہم اس پر علامہ کے دستخط موجود ہیں۔[11]

مولانا راغب احسن کو جو خط ۱۲ جون ۱۹۳۷ء کو تحریر کیا گیا تھا، وہ بھی علامہ کے ہاتھ کا نہیں ہے بلکہ نیازی صاحب نے علامہ کی طرف سے اس خط کا جواب دیا تھا۔[12] اس ضمن میں ایک اور ناقابلِ تردید شہادت خود قائدِ اعظم کے نام ایک خط محررہ ۲۰ مارچ ۱۹۳۷ء کے اختتامی جملے سے بھی مل جاتی ہے جس میں وہ فرماتے ہیں:

”مکرر آنکہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ معاف فرمائیے، میں نے یہ خط آشوبِ چشم کی وجہ سے ایک دوست سے لکھوایا ہے۔“[13]

چنانچہ ان شواہد کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ کسی خط کا علامہ کی تحریر میں نہ ہونا اور اس پر ان کے صحیح دستخط نہ ہونے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ خط علامہ اقبال کا نہیں ہے یا کسی نے ان سے غلط طور پر منسوب کر دیا ہے۔

زیرِ بحث خط کی تحریر پر ہم نے غور کیا ہے اور اس تحریر کا علامہ کے انگریزی خطوط کے دستیاب تمام عکسی نقول سے موازنہ کیا ہے، اور ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اس خط کا اندازِ تحریر ڈاکٹر عبداللطیف کے نام علامہ کے لکھے ہوئے خط سے بہت مشابہت رکھتا ہے۔ یہ خط ہنوز غیر مدوّن ہے اور عجائب گھر لاہور میں محفوظ ہے۔ اس خط کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر عبداللطیف کا خط علامہ خود نہیں پڑھ سکے بلکہ علامہ کے بچوں کی گورنس ڈورس احمد نے یہ خط پڑھ کر علامہ کو سنایا تھا۔ اس خط کا جواب اسی جرمن خاتون کے قلم سے لکھا گیا تھا۔[14] ڈاکٹر عبداللطیف اور جناحؒ کے نام علامہ کے دونوں خطوط کا زمانہ اور اندازِ تحریر صاف چغلی کھا رہا ہے کہ اسے ڈورس احمد ہی نے تحریر کیا تھا۔ جناحؒ کے نام خط میں اس دلیل کو مزید پختہ بنانے والا ایک اور اشارہ بھی موجود ہے، اور وہ یہ کہ خط میں لفظ

Muslim کو Moslim لکھا گیا ہے۔ ایک غیر مسلم ہی ایسا کر سکتا ہے۔ ڈورس احمد اس لفظ کو اسی طرح لکھتی تھیں؛ چنانچہ ان شواہد کی بنا پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس خط کا ایک ایک لفظ علامہ کا ہے۔ اس خط کا عکس، انگریزی متن اور اردو ترجمہ پیشِ خدمت ہے:

Lahore,
10th May, 37.

My dear Mr. Jinnah,

Thank you for your letter which reached me in due course. I am glad to tell you that the Pro-League feeling is rapidly progressing in the Punjab and that the Punjab Moslims including the Unionists will give you their full support. I should like to know whether it would be possible for you to tour through N. India and to spend a few days in each province visiting important towns before the All India Moslim League session at Meerut. I think it is necessary to make suitable changes in the constitution of the League with a view to bring the league in closer touch with the masses which have so far taken no interest in the political activities of the upper – middle class of the Moslims.

It is the complaint of the average moslim that our leaders think in terms of office only, and the vacancies in the varios Govt Departments generally go to the relations or friends of the Unionists, that is why the average moslim takes little interest in our political affairs. I personally believe this complaint to be genuine and hope that you will think out some suitable changes in the constitution of the league, which will make the masses more hopeful of the league & its activities.

Please drop a line in reply.

Yours sincerely,
Mohammad Iqbal.

IqbalCyberLibrary.Net All rights reserved ©2006

# مکتوبِ اقبال بنام جناح

(اردو ترجمہ)

لاہور

۱۰ مئی ۱۹۳۷ء

محترم جناح صاحب!

آپ کے خط کا بہت شکریہ جو مجھے دریں اثنا موصول ہُوا۔ مجھے آپ کو یہ بتانے میں بہت خوشی محسوس ہوتی ہے کہ پنجاب میں لیگ کی نسبت ہمدردانہ جذبات میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے، اور یہ کہ یونینسٹوں سمیت پنجاب کے مسلمان آپ کی پوری پشت پناہی کریں گے۔ میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا آپ کے لیے یہ ممکن ہو گا کہ آپ شمالی ہند کا ایک دورہ کریں اور میرٹھ میں آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس سے پہلے، ہر صوبے میں، اہم شہروں میں جائیں۔ میرا خیال ہے کہ مسلم لیگ کے آئین میں مناسب تبدیلیاں کرنا ضروری ہیں تاکہ مسلم لیگ کو عوام الناس کے قریب تر لایا جائے جنہوں نے اب تک مسلمانوں کے بالائی متوسط طبقے کی سیاسی سرگرمیوں میں کوئی دلچسپی نہیں لی۔ متوسط مسلمان طبقے کو شکایت ہے کہ ہمارے لیڈروں کو صرف اپنے عہدوں سے دلچسپی ہے، اور یہ کہ حکومت کے مختلف محکموں میں خالی اسامیاں یونینسٹوں کے رشتہ داروں یا دوستوں کے لیے مخصوص کر دی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کا متوسط طبقہ سیاسی معاملات میں کم دلچسپی لیتا ہے۔ میرا ذاتی خیال ہے کہ ان کی شکایت بجا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ لیگ کے دستور میں چند مناسب ترمیمات کے بارے میں ضرور غور کریں گے جس سے عوام الناس میں، لیگ اور اس کی سرگرمیوں کے ضمن میں، بہتر توقعات پیدا ہوں گی۔

براہِ کرم اپنے جواب سے سرفراز فرمائیں!

آپ کا مخلص

محمد اقبال

اس خط میں درج ذیل امور کی جانب اشارہ کیا گیا ہے:

(الف) پنجاب میں مسلم لیگ کی روز افزوں مقبولیت

(ب) مسلم لیگ کے متعلق پنجاب کی یونینسٹ پارٹی کے ہمدردانہ رویے کا ذکر

(ج) قائداعظم کو شمالی ہند کے اہم قصبوں کا دورہ کرنے کی دعوت

(د) مسلم لیگ کو عوامی جماعت بنانے کے لیے اس کے دستور میں ترمیم

(ہ) متوسط طبقے کی یہ شکایت کہ ان کے لیڈر ذاتی مفادات کے لیے کام کرتے ہیں

ان امور میں آخری دو امور کے متعلق علامہ کے ایک اور خط ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء میں بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس خط میں علامہ، جواہر لال نہرو کی بے دین اشتراکیت کے مقابلے میں، مسلمانوں کے معاشی مسائل کا حل اسلامی نظام کے نفاذ میں بتاتے ہیں۔ اس مقصد کے لیے وہ اس امر پر زور دیتے ہیں کہ ہندوستان کو ایک یا ایک سے زیادہ مسلم ریاستوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ زیر نظر خط میں جن مسائل پر اظہارِ خیال کیا گیا ہے، ان میں پنڈت جواہر لال نہرو کے اس بیان کی صدائے بازگشت سنائی دیتی ہے جو انہوں نے مسلم لیگ کو طعن و تشنیع کا نشانہ بناتے ہوئے دیا تھا۔ نہرو نے کہا تھا:

> "مسلم لیگ، مسلمانوں کے صرف اس گروہ کی نمائندگی کرتی ہے جو متوسط طبقے کے بالائی حصے سے تعلق رکھتا تھا ........ مسلمان عوام کے افلاس، مصائب اور فاقہ کشی کا علم جس قدر مجھے ہے، اتنا علم ان لیگی لیڈروں کو ہرگز نہیں جو اسمبلی کی سیٹوں اور ملازمتوں کے بٹوارے کے سوا کچھ جانتے ہی نہیں۔"[۱۵]

علامہ کو اس بیان کا جواب 'سول اینڈ ملٹری گزٹ' میں ایک طویل بیان کی صورت میں دینا پڑا تھا۔ اس خط میں مسلم لیگ کے میرٹھ کے اجلاس کا ذکر کیا گیا ہے۔ یہ اجلاس لکھنؤ میں ۷ اکتوبر ۱۹۳۷ء کو ہوا تھا۔ مزید برآں یونینسٹ پارٹی کے اربابِ اقتدار کی مسلم لیگ میں دلچسپی کا جہاں تک ذکر ہے، یہ دلچسپی بالآخر سر سکندر حیات کی مسلم لیگ کے لکھنؤ کے اجلاس میں شرکت اور سکندر — جناح پیکٹ کا موجب بنی۔ علامہ اس امر پر ہمیشہ زور دیتے رہے کہ مسلم لیگ کا اجلاس کسی اقلیتی صوبے کے بجائے مسلمانوں کے اکثریتی صوبے کے مرکز، لاہور میں ہو۔ علامہ کی یہ خواہش ان کی وفات کے بعد ۱۹۴۰ء میں پوری ہوئی۔ اس اجلاس سے علامہ کی توقع کے عین مطابق زبردست سیاسی فوائد حاصل ہوئے، اور دیکھتے ہی دیکھتے مسلم لیگ نہ صرف پنجاب بلکہ پورے ہندوستان کی سیاست پر چھا گئی۔

Lahore
10th May '37

My dear Mr Jinnah,

Thank you for your letter which reached me in due course. I am glad to tell you that the pro-League feeling is rapidly progressing in the Punjab and that the Punjab Moslems including the Unionists will give you their full support. I should like to know whether it would be possible for you to tour through N. India and to spend a few days in each province visiting important towns before the All-India Moslem League Session at Meerut. I think it is necessary to make suitable changes in the constitution of the League with a view to bring the League in closer touch with the masses which have so far taken no interest in the political activities of the upper-middle class of the Moslems. It is the complaint of the average Moslem that our leaders think in terms of office only, and that the vacancies in the various Govt. Departments generally go to

IqbalCyberLibrary.net
All rights reserved
©2002-2006

to the relations or friends of the Ministers. That is why the average Muslim takes little interest in our political affairs. I personally believe this complaint to be genuine and hope that you will think out some suitable changes in the constitution of the League which will make the masses more hopeful with the League & its activities. Please send a line in reply.

Yours sincerely

Mohammad Iqbal

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
اقبال اکادمی پاکستان
©2002-2006

## حواشی

١۔ ملاحظہ کیجیے۔ 'سفینۂ حیات' از غلام قادر فرخ امرتسری

٢۔ 'محمد علی جناح ـــــ ایک سیاسی مطالعہ' (انگریزی) از مطلوب الحسن سید ص ٢٢١

٣۔ 'انقلاب' لاہور، ٢٩ مارچ ١٩٤٠ء ص ٣

٤۔ ہفتہ وار 'حمایتِ اسلام' لاہور، ٢٢ مارچ ١٩٤١ء ص ٣

٥۔ خط بنام شولال شوری محررہ ٢٧ مئی ١٩٣٧ء مشمولہ 'اقبال نامہ' جلد دوم ص ٢٦٠

٦۔ 'منظوم اقبال' ص ٣٦٧

٧۔ بنام عباس علی خان لمعہ حیدرآبادی مشمولہ 'اقبال نامہ' جلد اول ص ٢٩٨۔ واضح ہو کہ یہ خط محمد شفیع کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے۔

٨۔ 'اقبال نامہ' جلد دوم ص ٢٣٨

٩۔ 'انوارِ اقبال' ص ٢١٥

١٠۔ 'منظوم اقبال' مرتبہ اعجاز احمد ص ٣٧٤

١١۔ ایضاً ص ٣٧٤

١٢۔ 'جہانِ دیگر' مرتبہ فرید الحق ایڈووکیٹ ص ١٠٢

١٣۔ 'اقبال کے خطوط جناحؒ کے نام' مرتبہ پروفیسر محمد جہانگیر عالم۔ ص ٤٦

١٤۔ "My eye sight is falling bad & the doctors have told me not to do any reading or writing. My children's Governess has read your address to me ......................."

١٥۔ 'اقبال اور جدوجہدِ آزادی'۔ از حمید رضا صدیقی۔ ص ١١٩

**پس تحریر:**

ابتدا میں غلام رسول کے جس موعودہ خط کا حوالہ دیا گیا ہے، وہ دستیاب ہو گیا ہے لیکن اس خط پر علامہ کے نہیں غلام رسول کے اپنے دستخط ہیں لہٰذا اسے علامہ کا خط قرار نہیں دیا جا سکتا۔

All rights reserved

علامہ اقبال کی ۱۹۰۸ کی لندن میں کھینچی گئی تصویر